اصلاحِ امت

دعوت و تبلیغ کا داعی

سلسلہ نمبر 156 | ربیع الاول 1447ھ | ستمبر 2025

یومِ دفاعِ پاکستان

ہم ایک ہیں

ڈاکٹر مولانا نعمان نعیم

رئیس و مہتمم

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

شعبہ تصنیف و تحقیق

یوم دفاع پاکستان

ہم ایک ہیں !

اس رسالے میں ہم وطن عزیز پاکستان کے دفاع، اس کی تاریخ اور ہماری بہادر افواج کی لازوال قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں، ہمارا مقصد نہ صرف ماضی کے شاندار واقعات کو یاد دلانا ہے بلکہ حال کے چیلنجز اور مستقبل کی امیدوں پر بھی روشنی ڈالنا ہے۔ ہمیں فخر ہے اپنی مسلح افواج پر جو ہر لمحہ ہماری سرحدوں کی نگہبانی کرتی ہیں اور ملک کی سالمیت واستحکام کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ آپ 1965ء کی جنگ کے تاریخی لمحات، اس کے ہیروز اور حال ہی میں ہونے والے "معرکہ حق" کی تفصیلات پڑھیں گے۔ اس کے علاوہ، ہم نے قوم کے نام ایک اہم پیغام بھی شامل کیا ہے جو ہمیں جنریشن وار کے خطرات سے آگاہ کرتا ہے اور افواج پاکستان پر اعتماد کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

پاکستان کا دفاعی سفر:

پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والی جنگیں، خاص طور پر 1965ء کی جنگ، ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ جنگیں نہ صرف ہماری عسکری صلاحیتوں کا مظہر ہیں، بلکہ قوم کے عزم اور قربانی کے جذبے کی

بھی عکاسی کرتی ہیں۔ بدقسمتی سے ہم اکثر ان قربانیوں کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو ہماری مسلح افواج ملک کی حفاظت اور سالمیت کو یقینی بنانے کے لیے دیتی ہے۔

ہماری سیکورٹی ایجنسیاں اور مسلح افواج دن رات ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔ ان کا کردار ملکی سالمیت اور دفاع کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تمام فوجی اہلکاروں کی عزت و تکریم کریں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تاکہ ہم چین کی نیند سو سکیں اور ہمارے رشتے دار محفوظ رہیں۔

عزم کی تجدید کا دن:

ہر سال 6 ستمبر کو یوم دفاع پاکستان منایا جاتا ہے تاکہ 1965 کی جنگ میں ہماری بہادر افواج کی جانب سے ہندوستان کی افواج کے خلاف ملک کے دفاع میں دی گئی قربانیوں اور حاصل کی گئی کامیابیوں کو یاد کیا جا سکے۔ یہ دن اس عزم کی تجدید کا دن ہے کہ ہم ایک مضبوط قوم ہیں اور کسی بھی غیر ملکی طاقت سے نہیں ڈریں گے، چاہے وہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔

ہماری فوج پاکستان کی عظمت، بہادری اور عسکری تکنیک کی علامت ہے۔ یوم دفاع ہمیں اپنے ہیروز کو یاد رکھنے اور اپنی قوم کو مضبوط رکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے تاکہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو صحیح پیغام دے سکیں۔

یوم دفاع پر ملک بھر میں فوجی پریڈز اور تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، جن

میں جدید ترین عسکری ٹیکنالوجی کی نمائش کی جاتی ہے۔ بعض اوقات نئے تیار کردہ ہتھیاروں کی رونمائی بھی اسی دن کی جاتی ہے۔ ان تقریبات کا واضح مقصد ہماری افواج کی عسکری طاقت کا مظاہرہ کرنا اور اپنے ہیروز کو یاد رکھنا ہے۔ ہمارے ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا بھی اس مقصد کے حصول میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔

ایک تاریخی معرکہ:

6 ستمبر 1965ء دشمن نے ہمارے ملک پر حملہ کیا۔ یہ حملہ کشمیر میں پاکستانی افواج کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے کیا گیا تھا۔ دشمن نے سندھ کے صحرائی علاقوں، سیالکوٹ اور لاہور پر مرکزی طور پر حملہ کیا۔ یہ جنگ 22 ستمبر 1965 تک جاری رہی، جس کے بعد دونوں فریقوں نے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی جنگ بندی قبول کر لی۔

پاک فضائیہ کے ایف 86 سیبر طیاروں نے 1965 کی جنگ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ہماری افواج نے نہ صرف حملے کی زد میں آنے والے علاقوں کا کامیابی سے دفاع کیا بلکہ ہزاروں شہریوں اور ان کے گھروں کی حفاظت کو بھی یقینی بنایا۔

1965 کی جنگ کے دوران، ہمارے کئی قومی ہیروز کو ان کی بہادری اور جرات پر اعزازات سے نوازا گیا۔ ان میں سب سے اعلیٰ فوجی اعزاز نشان حیدر حاصل کرنے والے میجر عزیز بھٹی شہید بھی شامل ہیں، جنہیں لاہور کے

بیدیاں سیکٹر کے دفاع میں ان کے مثالی کردار کی وجہ سے یہ اعزاز دیا گیا۔ یہ چند گنے چنے ہیرو ان بہادر فوجی اہلکاروں میں سے ہیں جنھوں نے مختلف معرکوں اور جنگوں میں حصہ لیا اور یہ اعزاز حاصل کیا۔ انہوں نے پاکستان کے دفاع کے لیے اپنی جانوں کا سب سے بڑا اندرانہ پیش کیا۔

بیرونی طاقتوں کا کردار:

1965 کی جنگ میں مختلف ممالک نے پاکستان کا ساتھ دیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مشکل وقت کے ان محسن ممالک کا بھی تذکرہ کیا جائے:

(۱) انڈونیشیا: اس وقت کے صدر سوئیکارنو نے فوری طور پر پاکستان کی مدد کے لیے دو میزائل بردار بحری جہاز اور آبدوزیں روانہ کیں اور انڈمان و نکوبار جزائر کا محاصرہ کر لیا، لیکن اس وقت تک بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ بندی ہو چکی تھی۔

(۲) ایران: ایران نے جنگ کے دوران پاکستان کو مفت تیل فراہم کیا۔ زخمی فوجیوں کے لیے ادویات بھی فراہم کیں اور پاکستان کو دینے کے لیے جرمنی سے 90 طیارے بھی خریدے۔

(۳) ترکی: ترکی نے بھی ایران کی طرح پاکستانی فوجیوں کی مدد کے لیے نرسوں کے گروپ بھیجے۔

فضائی، بری اور بحری کارروائیاں:

فلائٹ لیفٹیننٹ حکیم اللہ اور فلائٹ آفیسر عباس مرزا نے دو بھارتی

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

طیاروں کو ایئر فیلڈ پر مار گرایا۔ ایئر کموڈور ایم ایم عالم مرحوم، فلائٹ لیفٹیننٹ یونس شہید، فلائٹ لیفٹیننٹ سرفراز رفیقی اور ونگ کمانڈر سیسل چوہدری (جو کرسچن تھے) نے بھی نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ بری فوج کے میجر عزیز بھٹی شہید اور لیفٹیننٹ کرنل نصیر اللہ بابر نے 30 بھارتی فوجیوں کو جنگی قیدی بنایا۔ بحری فوج کے کمانڈر نیول احسان شہید بھی 1965 کی جنگ میں شہید ہوئے۔ (تفصیلات آگے ملاحظہ فرمائیں)

آیئے! اس یادگار جنگی معرکے کی تفصیل جانتے ہیں، تاکہ ایک بار پھر ہم اپنے قومی ہیروز کے کارناموں اور جاں نثاری و سرفروشی کے واقعات سے آگاہ ہوں نیز اس نازک موقع پر قوم نے جس اتحاد واتفاق اور ذمے داری و معاملہ فہمی کا ثبوت دیا، وہ بھی ہمارے سامنے آئے اور اس کی روشنی میں ہم اپنے اقوال و کردار کا جائزہ لیں اور اندرونی و بیرونی دشمن کو پہچانیں۔

آج بھی یاد ہے وہ رات!

قوموں اور ملکوں کی تاریخ میں کچھ دن ایسے ہوتے ہیں، جو عام ایام کے برعکس خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں وہ ایام بھی شامل ہوتے ہیں، جب قوم کے جذبۂ ایثار وقربانی اور حوصلے وہمت کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ ایام بڑے فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ اگر قربانی کا حق ادا نہ کیا جائے، اپنی جان ومال کو وطن پر ترجیح نہ دی جائے، ماں کی ممتا اپنے جگر گوشے کو قربان کرنے سے گریزاں ہو، بوڑھا باپ اپنا اور خاندان کا سہارا کھونے کے لیے تیار، بیویاں شوہروں کو اور بہنیں

بھائیوں کو وطن پر قربان کرنے کے جذبے سے سرشار نہ ہوں تو پھر وطن اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے، ایسی بُزدل قومیں تاریخ کا حصہ اور قصہ ٔ پارینہ بن جاتی ہیں، اور آزادی کے بجائے غلامی کی زندگی قوموں کا مقدر بن جاتی ہے۔ ایسا ہی ایک دن وطن عزیز پاکستان پر بھی آیا، جب بھارت نے پاکستان پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا۔ یہ 6 ستمبر 1965 کی تاریخ تھی، پاکستان ابھی نیا نیا ہی بنا تھا کہ بھارت نے اس پر شب خون مارنے کی کوشش کی۔ لیکن پاکستان کو حاصل کرنے والے اور اس کی قدر و قیمت جاننے والے اہلِ وطن؛ بلا تفریقِ خاص وعام، سول و فوجی؛ اس اچانک مسلط کی گئی جنگ کے آگے جس طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے، تھوڑی نفری کے ساتھ ہی جس طرح اور جس جذبے سے مقابلہ کیا، دشمن کو، جو یہ پروگرام بنا کر واہگہ بارڈر سے حملہ آور ہوا تھا کہ شام کی چائے لاہور میں پئیں گے، عبرت ناک شکست سے دوچار کیا اور دشمن کو واپس اس کے علاقے میں دھکیلا، وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔

آج بھی یاد ہے 6 ستمبر کی رات
اِک پڑوسی کا فعل، اِک ستم گر کی بات

6 ستمبر ہماری تاریخ کا عظیم دن ہے۔ اس دن اُن شہیدوں کی یاد میں تقاریب کا انعقاد کیا جاتا اور شہدا کو سلامِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے، جنھوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر پاک وطن کے چپے چپے کی حفاظت کی تھی۔

6 ستمبر کا دن میجر راجہ عزیز بھٹی شہید اور میجر شفقت بلوچ غازی کی کمان

میں غازی نہر کے کنارے داد شجاعت دینے والے مجاہدوں کو خراج تحسین پیش کرنے کا ہے جنھوں نے بھارتی فوج کے عزائم کو خاک میں ملا کر تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔

6 ستمبر کا دن بھارت کے علاقہ کھیم کرن تک اپنے نقوش پا چھوڑنے والے شہیدوں اور غازیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا دن ہے۔

6 ستمبر کا دن 'فاضلہ کا' سیکٹر کے سرفروشوں کو عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرنے کا ہے، جن کے نعرۂ تکبیر کی صدائوں سے بھارتیوں کے دل ڈوبتے رہے۔

یہ دن ہمیں ان شہیدوں اور غازیوں کی یاد دلاتا ہے، جنھوں نے میدانِ جنگ میں دشمن کو پسپا ہی نہیں کیا، اسے صرف ناکوں چنے ہی نہیں چبوائے بلکہ گھٹنے ٹیکنے پر بھی مجبور کیا۔ یہ دن ہمیں اس دن کی یاد دلاتا ہے کہ کس طرح پاکستان کے شہیدوں، جری جوانوں اور غیور پاسبانوں نے دفاع وطن کی خاطر سرحدوں پر اپنی بہادری اور شجاعت کا لوہا منوایا، ان کی شجاعت کے ناقابل یقین کارناموں ، ان کی فرض شناسی اور حب الوطنی جدید جنگوں کی تاریخ میں درخشندہ مقام رکھتی ہے۔ ان کا یہی جذبۂ حب الوطنی اور شوقِ شہادت تھا جس نے پاکستانی عوام کے ساتھ مل کر اپنے سے پانچ گنا بڑے اور جدید اسلحہ سے لیس دشمن کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ یہ ایک تاریخی معرکہ تھا جس میں ہمت اور حوصلوں کی بے مثال کہانیوں نے جنم لیا۔ بھارت کا خیال تھا

کہ راتوں رات پاکستان کے اہم علاقوں پر قبضہ کر لیں گے، بھارتی جرنیلوں کا منصوبہ تھا کہ چھ ستمبر کی صبح لاہور کی سڑکوں پر بھارتی ٹینک اس وقت کے وزیراعظم لال بہادر شاستری کو سلامی دیں گے اور شام کو لاہور جم خانہ میں کاک ٹیل پارٹی کے دوران بیرونی دنیا کو خبر دیں گے کہ اسلام کا قلعہ سمجھی جانے والی ریاست پر کفار کا قبضہ ہو چکا ہے، لیکن بھارت کے ارادوں اور منصوبوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب ان کی افواج کو مختلف محاذوں پر شکست اور پسپائی کی خبریں ملنے لگیں۔ یقیناً اس وقت پاکستان کے پاس محاذ پر تیاریاں نہ ہونے کے برابر تھیں، مگر اللہ کے شیر مقابلے پر ڈٹ گئے اور چند ہی گھنٹوں میں بھارتی دعوؤں کے غبارے سے ہوا نکال دی۔

شاید انھیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ شیر سویا ہوا ہو تب بھی شیر ہی ہوتا ہے، وہ شاید اس بات سے واقف نہیں تھا کہ جو زمین شہدا کے لہو سے سیراب ہوتی ہے وہ بڑی زرخیز اور شاداب ہوا کرتی ہے، اس کے سپوت اپنی دھرتی کی طرف اٹھنے والی ہر انگلی کو توڑنے اور اس کی طرف دیکھنے والی ہر میلی آنکھ کو پھوڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، وہ جان تو وار دیتے ہیں لیکن وطن پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ افواج پاکستان اور عوام سروں پر کفن باندھ کر دشمن سے بھڑ گئے، جسموں سے بارود باندھ کر ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے، عوام نے اپنا سب کچھ دفاع وطن کے لئے قربان کر دیا اور ہندو بنیا کے ناپاک عزائم کو رزقِ خاک بنا دیا۔ طاقت کے نشے سے چور بھارت، جو پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹانے

کے لیے آیا تھا، ہمیشہ کے لیے ناکامی و نامرادی اور شکست و ذلت کا بد نما داغ سینے پر سجائے واپس جانے پر مجبور ہوا۔

پاک بھارت جنگ کا پس منظر:

اس جنگ کا پس منظر یہ تھا کہ 1962ء میں بھارت نے چین کو دعوتِ مبارزت دی، مگر منہ کی کھائی۔ چین از خود جنگ بند نہ کر دیتا تو بھارت صدیوں تک ذلت کے داغ دھو نہ سکتا۔

1965ء میں بھارت نے 'رَن کچھ' کے محاذ پر پاکستان سے پنجہ آزمائی کی، مگر اسے ذلت اٹھانا پڑی، جس پر بھارتی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اب ہم مرضی کا محاذ منتخب کر کے پاکستان کو مزا چکھائیں گے۔ چنانچہ بھارت نے 6 ستمبر کو اچانک لاہور کے تین اطراف سے حملہ کر دیا۔ دشمن کا منصوبہ یہ تھا کہ وسط میں لاہور پر حملے کے ساتھ شمال میں جسٹر کے مقام پر اور جنوب میں قصور کے مقام پر محاذ کھول دیے جائیں۔ میجر جنرل نرنجن پرشاد کی قیادت میں پچیسواں ڈویژن ٹینکوں اور توپ خانے کی مدد سے آگے بڑھ رہا تھا کہ ستلج رینجرز کے مٹھی بھر جوانوں نے ان کا راستہ روک لیا اور تمام جوان آخری گولی اور آخری سانس تک لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ ان میں سے نہ کوئی پیچھے ہٹا اور نہ ہی کسی نے ہتھیار ڈالے۔ یہ انہی کی جرأت و بہادری اور جاں نثاری و جاں سپاری کا نتیجہ تھا کہ بھارتی فوج، جسے لاہور کے مضافات میں ناشتہ کرنا تھا، دن کی روشنی طلوع ہونے تک بمشکل تین میل آگے بڑھ سکی۔

سیالکوٹ کا محاذ:

لاہور پر حملے کے چوبیس گھنٹے بعد بھارتی فوج نے تقریباً پانچ سو ٹینک اور پچاس ہزار فوج کے ساتھ سیالکوٹ پر اچانک حملہ کر دیا۔ پاکستان کی طرف سے صرف سوا سو ٹینک اور تقریباً نو ہزار جوان میدان میں آئے۔ بھارتی منصوبہ تھا کہ پہلے جسڑ پھر سچیت گڑھ پر حملہ کیا جائے۔

ان مقامات پر پاکستانی فوج الجھ جائے گی تو حملہ آور فوج درمیان سے گزر کر پسرور سے ہوتی ہوئی جی ٹی روڈ پر پہنچ جائے گی۔ جسڑ کے مقام پر پاک فوج نے صرف دو بٹالینوں کے ساتھ حملہ آور فوج کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا۔ اُدھر سچیت گڑھ میں بریگیڈیر ایس ایم حسین نے دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ سیالکوٹ کے علاقے میں زبر دست جوابی کارروائی میں پاکستانی فوج نے دشمن کے 25 ٹینک تباہ کر دیے، 5 فیلڈ گنیں قبضے میں لے کر بہت سارے فوجی قیدی بھی بنائے۔ پاک فوج نے جنگ کا پانسا پلٹتے ہوئے دشمن کے علاقے کے کافی اندر جا کر کئی چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔ سیالکوٹ محاذ پر سخت لڑائی جاری تھی، جس میں دشمن کے 36 ٹینک تباہ کر دیے گئے۔ پاکستان کی بہادر فوج نے خوں ریز جنگ کے بعد دشمن کے ٹینکوں کے حملے کو پسپا کر دیا اور دشمن کی فوج کو بھاری نقصان پہنچایا۔ اس کے مزید 45 ٹینک تباہ ہو گئے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد ٹینکوں کی جنگ کا بڑا میدان:

7 اور 8 ستمبر کی درمیانی رات بھارتی فوج نے چونڈہ کے محاذ پر حملہ کر

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

دیا۔ اس محاذ پر پیدل فوج کی دو بٹالین اور ایک آرمڈ رجمنٹ دشمن کے استقبال کے لیے موجود تھی۔ جنگ کا میدان گرم ہوا تو پاکستان کے صرف تیس ٹینکوں نے بھارت کے ایک سو دیو ہیکل ٹینکوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ دشمن کا پروگرام 24 گھنٹے کے اندر چونڈہ سے آگے بڑھ جانا تھا مگر اب 72 گھنٹے بعد بھی وہ ایک انچ آگے نہ بڑھ سکا تھا، چنانچہ وہ مزید طاقت لے کر میدان میں اتر آیا اور اس طرح دوسری عالمی جنگ کے بعد ٹینکوں کی جنگ کا دوسرا بڑا میدان گرم ہوا۔ گولہ بارود سے فضا دھواں دھواں ہو رہی تھی۔ پاکستانی ہیڈ کوارٹر نے حکم دیا تھا کہ جب تک آخری جوان زندہ اور ایک بھی گولہ موجود ہے ، چونڈہ کا دفاع کیا جائے، یوں پاکستانی نوجوانوں میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت کی فراوانی تھی تو دوسری طرف بھارتی جرنیلوں کے پاس تازہ دم فوج، ٹینکوں اور گولہ بارود کی کمی نہ تھی، وہ سترہ ستمبر کو تازہ دم فوج میدان میں لے آئے اور چونڈہ کے مغرب میں ریلوے لائن سے سڑک کی طرف پیش قدمی شروع کر دی، جہاں ہمارے افسر اور جوان گھات لگائے بیٹھے تھے۔

ٹینکوں کے انجن بند کر دیے گئے تھے، تاکہ دشمن کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔ جب دشمن کی پوری جمعیت اپنی کمین گاہ سے نکل آئی تو پاک فوج کے جاں بازوں نے فائر کھول دیا، یہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ دشمن کے صرف 105 سپاہی زندہ بچے، باقی سب کھیت ہو گئے، زندہ بچ جانے والوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

باٹاپور کا محاذ:

اس محاذ پر پاک فوج کے زیر کمان قوت صرف سات بٹالینوں پر مشتمل تھی اور محاذ پانچ میل لمبا تھا۔ بھارت کے لیے لاہور میں داخل ہونے کے لیے باٹا پور کے پل پر قبضہ ضروری تھا، چنانچہ اس مقصد سے ایک پورے بھارتی بریگیڈ اور ایک ٹینک رجمنٹ نے دوسرا حملہ کیا۔ لاہور کو بھارتی یلغار سے بچانے کے لیے نہر' بی آر بی' کا پل تباہ کرنا بہت ضروری تھا، بھارت کے لیے ایسا کرنا دن کی روشنی میں ناممکن تھا، چنانچہ دشمن نے پل کے دائیں بائیں گولوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دشمن کو جواب دینے کے لیے پل تک دھماکا خیز بارود لے جانے کی کوشش میں ایک جوان شہید ہو گیا، اس کے بعد چند رضاکاروں نے ہزاروں پونڈ وزنی بارود ایک گڑھے میں اتارا، اس پر ریت رکھ کر آگ لگانے والی تاروں کو جوڑا اور گولیوں کی بوچھاڑ کو چیرتے ہوئے واپس آگئے۔ ان کا اس طرح صحیح سلامت واپس آنا ایک معجزے سے کم نہ تھا۔ یوں لاہور میں داخل ہونے کی بھارتی امیدیں منقطع ہو گئیں۔ بھارت نے کوشش تو جاری رکھی اور سترہ دنوں کے دوران بھارتی فوج نے تیرہ بڑے حملے کیے، مگر ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکی۔

بھینی کا محاذ:

باٹاپور سے شکست کھانے کے بعد بھارت نے بھینی کے محاذ پر دباؤ سخت کر دیا۔ یہ مقام باٹاپور سے سات میل شمال کی طرف واقع ہے۔ دشمن کا ارادہ

تھا کہ وہ لاہور شہر کو ایک طرف چھوڑ کر بھینی کے راستے' محمود بوٹی پر بند' پر پہنچے اور وہاں سے راوی کے پل پر قبضہ کر کے لاہور کو راولپنڈی سے کاٹ دے، چنانچہ یہاں دشمن نے انیس حملے کیے اور تقریباً ڈیڑھ ہزار گولے برسائے، مگر ہر حملے میں منہ کی کھا کر پسپا ہو گیا۔

برکی سیکٹر کا محاذ:

برکی سیکٹر پر دشمن نے ایک ڈویژن اور دو بریگیڈوں کی مدد سے حملہ کیا،جواب میں پنجاب رجمنٹ کی ایک کمپنی اس پر ٹوٹ پڑی اور پورے نو گھنٹے تک دشمن کی یلغار روکے رکھی۔

دشمن نے دوبارہ صف بندی کرنے کے بعد حملہ کیا تو پاکستان کی ٹینک شکن رائفلوں اور توپ خانوں کے گولوں نے دشمن کو آڑے ہاتھوں لیا۔ 10 ستمبر تک دشمن نے چھ حملے کیے جنہیں پسپا کر دیا گیا۔ 10 اور 11 ستمبر کی درمیانی شب دشمن نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ حملہ کیا۔

میجر عزیز بھٹی کی شجاعت وشہادت:

29 اگست 1965 کی بات ہے، جب عزیز بھٹی اپنے اہل وعیال کے ساتھ چھٹیاں گزار رہے تھے تو انھیں یونٹ واپس بلا لیا گیا، جنگی حالات سر پر منڈلا رہے تھے وہ یونٹ آنے کی تیاری کرنے لگے، جب کھانے کے میز پر ان کی بیوی نے افسردہ لہجے میں پوچھا کہ جنگ ختم ہو گئی تو وہ واپس آجائیں گے؟

عزیز بھٹی نے مسکرا کر جواب دیا: پریشان کیوں ہوتی ہو، تمھیں معلوم تو

ہے کہ ایک فوجی کی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔
ان کا چھوٹا بیٹا ذوالفقار معصومیت سے بولا: ابا جان! کیا جنگ ہونے لگی ہے؟
عزیز بھٹی نے جواب دیا: جی ہاں! شاید حالات کچھ زیادہ اچھے نہیں لگ رہے؛ تو وہ معصومیت سے مکا ہوا میں لہراتے ہوئے بولا: پھر کبھی دشمن کو پیٹھ نہ دکھانا۔ میجر نے اس کا ماتھا چوما اور اس سے کہا: پھر یہ بھی وعدہ کرو کہ میں شہید ہو جاؤں تو میری لاش پر نہیں رونا۔
پھر اپنی بیوی اور بیٹے سے کیا گیا وعدہ وفا کرنے میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ جب دشمن لاہور پر حملہ آور ہوا تو اس وقت میجر عزیز بھٹی لاہور سیکٹر کے علاقے برکی میں کمپنی کمانڈر تعینات تھے۔ میجر عزیز بھٹی مسلسل پانچ دن تک بھارتی ٹینکوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹے رہے، 12 ستمبر 1965 کو بھارتی ٹینک کا گولہ چھاتی پر کھایا اور جام شہادت نوش کیا۔ انھوں نے رات بھر دشمن کو روکے رکھا۔ صبح کے قریب دشمن نے نہر کی طرف سے بھی گاؤں کو محاصرے میں لے لیا تو میجر عزیز بھٹی نے نہر کے مغربی کنارے پر چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ 21 ستمبر کی صبح وہ اپنی جان کا خوف کیے بغیر ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز، نہر کے کنارے ایک اونچی اور کھلی جگہ پر کھڑے جوانوں کی قیادت کر رہے تھے کہ اسی مقام پر لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ بہادری کی بے مثال روایت قائم کرنے پر انہیں سب سے بڑا فوجی اعزاز نشانِ حیدر دیا گیا۔

قصور کا محاذ:

بھارتی ہائی کمانڈ نے قصور کی طرف پیش قدمی کامیاب بنانے کے لیے بھیکی ونڈ اور کھیم کرن کے نواح میں تقریباً دو ڈویژن فوج صف آرا کی۔ اس محاذ پر ضلع لاہور کے سرحدی گاؤں 'بیدیاں' کو پیش قدمی کے آغاز کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ اس رات یہاں پاکستانی فوج کی صرف ایک بٹالین موجود تھی، البتہ اگلے دفاعی مورچوں میں فرسٹ ایسٹ بنگال رجمنٹ کی ایک کمپنی صف آرا تھی۔ یہاں دشمن نے چودہ بڑے حملے کیے، مگر پاکستانی جوانوں نے انہیں ایک انچ آگے بڑھنے نہ دیا۔

کھیم کرن پر پاکستان کا قبضہ:

قصور کے بعد دشمن نے کھیم کرن کے محاذ پر اپنی عسکری قوت کا مظاہرہ کیا۔ بھارتی فضائیہ بھی محاذ پر آ گئی مگر پاکستانی طیارہ شکن توپوں سے وہ جلد ہی پسپا ہو گئی۔ دشمن کے سات ٹینک تباہ ہوئے تو اس کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ 8 ستمبر کو کھیم کرن پر پاکستان کا قبضہ ہو گیا۔ بھارتی کمانڈر انچیف نے پسپا ہوتی ہوئی فوج کو مزید کمک بھیجی تاکہ کھیم کرن واپس لے سکے۔ کھیم کرن کے قریب 358 بھارتی سپاہیوں نے ہماری فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، ان کا تعلق چوتھی رجمنٹ سے تھا اور ان میں بیشتر سکھ تھے۔

سلیمانکی ہیڈ ورکس کی حفاظت:

ضلع ساہیوال میں بین الاقوامی سرحد سے اندازاً ایک میل اُدھر دریائے

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

ستلج پر' سلیمانکی ہیڈ ورکس' واقع ہے، یہاں سے نکلنے والی نہریں ملتان اور بہاولپور کے وسیع علاقوں کو سیراب کرتی ہیں، اس اہم خطے پر دشمن کی طرف سے حملے کا خطرہ تھا، چنانچہ ہماری افواج نے دشمن کی پیش قدمی کا انتظار کرنے کے بجائے آگے بڑھ کر دشمن کے حوصلے پست کر دیے۔

پسپا دشمن کی دفاعی پوزیشن:

موضع نور کی چوکی صرف ایک ہی پاکستانی پلاٹون نے شب خون مار کر فتح کر لی۔ ان مقامات پر شکست کھانے کے بعد دشمن نے موضع پکا میں دفاعی پوزیشن لے لی، اس کے پاس ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔ دونوں فوجوں کے درمیان سیم زدہ دلدلی علاقہ اور ایک جھیل حائل تھی۔ پاکستانی فوج کی ایک کمپنی نے توپوں اور مشین گنوں کی اندھا دھند فائرنگ سے دشمن کی یلغار روک دی۔ جنگ بندی ہونے ہی والی تھی کہ دشمن نے ایک بار پھر بھرپور حملہ کیا، جس پر دشمن کے ڈیڑھ سو آدمی مارے گئے۔

بھارت سے فضائی جھڑپیں:

چھمب کے محاذ پر پہلی دفعہ بھارت سے فضائی جھڑپ ہوئی اور ہمارے شاہینوں نے چند ہی لمحوں میں دشمن کے چار اعلیٰ ویمپائر طیاروں کو مار گرایا۔ اس کے بعد اس محاذ پر اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم اور فلائٹ لیفٹیننٹ یوسف علی خان نے دشمن کی زمینی فوج کو بے بس کر کے رکھ دیا۔

پاک فضائیہ کے ایک اسٹار فائٹر ایف 104 نے دشمن کا جہاز پسرور کے

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

ہوائی اڈے پر اتار لیا اور اسکواڈرن لیڈر برج پال سنگھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ پاک فضائیہ کے دو اسٹار فائٹرز نے دشمن کے چار طیاروں کا مقابلہ کیا اور ایک کو گرانے میں کامیاب ہو گئے۔ لاہور پر بھارتی فوج کے حملے کے بعد چھ طیارے فضا میں یک دم نمودار ہوئے اور پورے بیس منٹ تک دشمن پر بموں، راکٹوں اور گولیوں کی بارش کرتے رہے۔

سجاد حیدر کا کارنامہ:

پٹھان کوٹ کے ہوائی اڈے کی تباہی نے بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی، اس کارنامے کے سرخیل سجاد حیدر تھے۔ انھوں نے نہایت نیچی پرواز کر کے دشمن کے بارہ جنگی اور دو ٹرانسپورٹ طیارے اڈے پر کھڑے کھڑے ہی تباہ کر دیے، اس کے علاوہ اڈے کو مزید کام دینے کے لیے ناکارہ بھی کر دیا۔

ایم ایم عالم کا کارنامہ:

فضائی معرکے کا ایک قابل تحسین معرکہ ایم ایم عالم کا ہے، انھوں نے سرگودھا کے قریب ایک ہی جھڑپ میں دشمن کے پانچ طیارے گرا کر ریکارڈ قائم کر دیا۔ اس کے بعد بھارتی فضائیہ کو سرگودھا کی جانب جانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ بھارتی فضائیہ نے لاہور اور سرگودھا کے ہوائی اڈوں پر حملے کیے لاہور کے ہوائی حملوں میں دشمن کو زبردست شکست فاش ہوئی۔

سرگودھا کی فضا تو بھارتی طیاروں کا قبرستان بنی، ستمبر 1965 کی وہ دوپہر کیسے بھلائی جا سکتی ہے، جب لاہور کی فضاؤں میں آٹھ بھارتی گدھوں کے خلاف

چار پاکستانی شاہین معرکہ آرا تھے اور زندہ دلان لاہور فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے، اسکواڈرن لیڈر ایم ایم عالم نے دو منٹ میں بھارت کے پانچ طیارے، جبکہ مجموعی طور پر سات طیارے گرا کر فضائی جنگ کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایم ایم عالم نے 6بج کر 5 منٹ پر رپورٹ کیا کہ دشمن کے 6 ہنٹر ز طیارے حملہ کرنے کے لیے سرگودھا کی طرف آرہے ہیں، ایم ایم عالم نے اپنی گن سے اٹیک کیا جس سے ایک طیارہ تباہ ہو گیا اور ایک کو نقصان پہنچا۔ جب دشمن کے پانچ طیارے اٹیک کر کے یہاں سے جا رہے تھے تو ایم ایم عالم نے سب سے پہلے اس زخمی جہاز کو پکڑا اور اس پر ایک مزائل فائر کیا جو اسے نہ لگ سکا۔ اور پھر دوسرا میزائل مار تو زخمی جہاز کو لگ گیا اور وہ تباہ ہو گیا۔ انھوں نے دیکھا کہ ان کے آگے باقی کے چار جہاز بھاگ رہے تھے تو انھوں نے ان کے پیچھے چھلانگ لگائی اور باقی جہازوں کے پیچھے پیچھے پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ وہ بارڈر سے 30 میل دور رہ گئے، لیکن انھیں پکڑ لیا۔ دشمن کے جہازوں نے دیکھا کہ پیچھے موجود جہاز انہیں شوٹ کرنے والا ہے تو انہوں نے مڑنے کی کوشش کی، تاکہ وہ شوٹ ہونے سے بچ سکیں، جب وہ مڑے تو ایم ایم عالم نے ایک کو شوٹ کیا، پھر دوسرے کو، پھر تیسرے کو اور پھر چوتھے کو۔ انہوں نے 30 سے 35 سیکنڈز میں سارے جہاز تباہ کر دیے۔ دنیا بھر کی فضائیہ کا کوئی پائلٹ بھی پاکستانی ہوا باز (ایم ایم عالم) کا 30 سیکنڈ میں دشمن کے چھ جہاز شکار کرنے کا ریکارڈ نہیں توڑ سکا۔

پاکستانی ہوا بازوں کی بہادری:

ائیر مارشل اصغر خان اور ائیر مارشل نور خان جیسے قابل فخر سپوتوں اور کمانڈروں کی جنگی حکمت عملی اور فوجی ضرورتوں کے پیش نظر تجویز کردہ نصاب کے مطابق پاک فضائیہ نے اپنے دشمن کے خلاف ہوا باز گھوڑوں کو تیار کر رکھا تھا، جیسا کہ مسلمانوں کو اپنے دشمن کے خلاف تیار رہنے کا حکم ہے۔ یہ ہمارے ہوا باز 7 ستمبر کو اپنے اپنے مجوزہ ہدف کو حاصل کرنے کے لیے دشمن پر جھپٹ پڑے۔

ایک طرف سکوارڈرن لیڈر ایم ایم عالم جیسے سپوت نے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں دشمن کے پانچ جہازوں کو مار گرایا تو دوسری طرف سکوارڈرن لیڈر سرفراز رفیقی اور سکوارڈرن لیڈر منیر الدین اور علاؤالدین جیسے شہیدوں نے بھی ثابت کر دیا کہ حرمت وطن کی خاطر ان کی جانوں کا نذرانہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ پاکستان کے غازی اور مجاہد ہوا بازوں نے ہندوستان کے جنگی ہوائی اڈوں کو نقصان پہنچایا۔

سترہ روز جنگ کے دوران پاکستان کے جرائت مند ہوابازوں نے 35 طیاروں کو دوبدو مقابلے میں اور 43 کو زمین پر ہی تباہ کر دیا تھا۔ 32 طیاروں کو طیارہ شکن توپوں نے مار گرایا۔ بھارت کے مجموعی طور پر 110 طیارے تباہ کر دیے گئے۔ اس کے علاوہ پاک فضائیہ نے دشمن کے 149 ٹینک، 200 بڑی گاڑیاں اور 20 بڑی توپیں تباہ کر دیں۔ اس کے مقابلے میں

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

پاکستان کے صرف 19 طیارے تباہ ہوئے۔ پاک فضائیہ کے ان عظیم کارناموں پر عالمی حلقوں کی طرف سے حیرت و استعجاب کا اظہار کیا گیا۔

پاک بحریہ کی بہادری:

جنگ ستمبر میں پاک بحریہ کو سمندری جنگ کے معرکوں میں جو برتری حاصل رہی، ان میں 'معرکہ دوارکا' قابلِ ذکر ہے، یہ معرکہ پاک بحریہ کی تاریخ کا یادگار حصہ بن چکا ہے۔ 'دوارکا' کی تباہی کا بیرونی اخبارات میں بڑا چرچا ہوا۔ اس کارروائی نے دشمن پر یہ ظاہر کر دیا کہ سمندروں میں اس کو من مانی نہیں کرنے دی جائے گی۔ یہ کارنامہ دراصل اُن لوگوں کے لیے بھی قابل فخر ہے، جو پاکستان نیوی کے جہازوں کو سنبھالے ہوئے تھے اور اس میں ان لوگوں کا بھی حصہ تھا جو ساحل پر بیٹھے ان جہازوں کو سمندروں میں خدمات جاری رکھنے کے قابل بنانے کاموں میں مصروف تھے۔ غرضیکہ نیوی کی جنگی سرگرمیاں بھی دیگر دفاعی اداروں کی طرح قابل فخر رہیں۔ اعلانِ جنگ ہونے کے ساتھ بحری یونٹس کو متحرک و فنکشنل کر کے اپنے اپنے اہداف کی طرف روانہ کیا گیا۔ کراچی بندرگاہ کے دفاع کے ساتھ ساتھ ساحلی پٹی پر پٹرولنگ شروع کرائی گئی۔

پاکستان کے بحری، تجارتی روٹس کی حفاظت بھی پاکستان بحریہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس لیے سمندری تجارت کو بحال رکھنے کے لیے گہرے سمندروں میں بھی یونٹس بھجوائے گئے۔ پوری جنگ کے دوران

پاکستان کا سامان تجارت لانے لے جانے والے بحری جہاز بلا روک ٹوک اپنا سفر کرتے رہے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی بحریہ کو بندرگاہوں سے باہر تک نہ آنے دیا۔

پاکستان نیوی کی کامیابی کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کے تجارتی جہاز سرسوتیا اور دیگر تو کتنے عرصہ تک پاکستان میں زیر حراست و حفاظت کراچی کی بندرگاہ میں رہے۔ 7 ستمبر کا دن پاکستان کی فتح اور کامیابیوں کا دن تھا۔ پاکستان نیوی کا بحری بیڑا، جس میں پاکستان کی واحد آبدوز پی این ایس غازی بھی شامل تھی، ہندوستان کے ساحلی مستقر 'دوارکا' پر حملہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس قلعے پر نصب ریڈار ہمارے پاک فضائیہ کے آپریشنز میں ایک رکاوٹ تھا۔ مذکورہ فلیٹ صرف 20 منٹ تک اس 'دوارکا' پر حملہ آور رہا۔ توپوں کے دھانے کھلے اور چند منٹ میں دوارکا تباہ ہو چکا تھا۔ پی این ایس غازی کا خوف ہندوستان کی نیوی پر اس طرح غالب تھا کہ ہندوستانی فلیٹ بندرگاہ سے باہر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ ہندوستانی جہاز تلوار کو پاکستانی بیڑے کا سراغ لگانے کے لیے بھیجا گیا مگر وہ بھی غازی کے خوف سے کسی اور طرف نکل گیا۔

کِس کی ہمت ہے ہماری پرواز میں لائے کمی
ہم پروازوں سے نہیں حوصلوں سے اڑا کرتے ہیں

یوم دفاع کا پیغام :

یومِ دفاع پر ملک بھر میں فوجی پریڈز اور ایونٹ منعقد کروائے جاتے ہیں،

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

فوجی پریڈز میں تازہ ترین ٹیکنالوجیز کی نمائش کی جاتی ہے، کبھی کبھی نئے تیار شدہ اسلحے کی لانچ بھی اسی دن کی جاتی ہے۔ ان ایونٹس کا واضح مقصد ہمارے ہیروز کو یاد رکھنا اور ہماری فوجی طاقت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے ٹی وی چینلز اور الیکٹرانک، ڈیجیٹل و سوشل میڈیا بھی اس مقصد کے حصول میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ پاک فضائیہ کے طیارے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے اپنے شہید ہیروز کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر سال یوم دفاع پر وطن عزیز کے لیے دعاؤں، سرکاری اور نجی سطح پر تقاریب، افواج پاکستان کی پریڈ اور توپوں کی سلامی کے ذریعے شہدا کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ دفاع وطن کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کے دعوے کیے جاتے ہیں۔

مگر افسوس کا مقام ہے کہ اگلے روز جب ہم سو کر اٹھتے ہیں تو ایک دن قبل کیے گئے وعدے اور دعوے بھول جاتے ہیں، پھر وہی کاروبارِ زندگی، وہی سیاست کی سیاہ کاریاں، وہی دولت کی ہوس، وہی اقتدار کی جنگ، وہی اغیار کی کاسہ لیسی، وہی غیروں کی غلامی، وہی ازلی دشمنوں سے دوستی، وہی ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی پامالی، وہی افواج پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی؛ نیز ہر وہ کام جو دفاع وطن کے فلسفے کے خلاف اور شہدا کے مقدس خون سے غداری کے مترادف ہے، حب الوطنی کے لبادے میں کیا جاتا ہے۔ آیئے ایک لمحے کو رُک کر خود سے سوال کریں:

کیا اسی لیے شہدا نے اپنا خون، ماں نے اپنے جگر گوشے اور قوم نے اپنے

سپوت قربان گاہ عشق میں وار دیے تھے؟ کیا ہم نے اسی لیے قربانیوں کی داستانیں رقم کی تھیں کہ پھر اسی دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے؟ کیا جرأت و بہادری کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اسی ازلی وابدی دشمن کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائیں؟

اگر قیامت کے دن ان ماؤں نے ہمارا گریبان پکڑ کر سوال کر لیا کہ کیا اسی لیے ہم نے اپنے بیٹے وطن کے لئے وار دیے تھے؟اگر شہیدوں نے پوچھ لیا کہ کیا ہم نے اسی مقصد کے لیے جانیں دی تھیں تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟

یوم دفاع ہم سے تجدید عہدِ وفا کا مطالبہ کرتا ہے:

افواج پاکستان دفاع وطن کے لیے اندرونی اور بیرونی سرحدوں پر ڈٹی ہوئی ہیں۔پاک فوج سرحدوں کے دفاع کے ساتھ ساتھ اندرونی محاذ پر دہشت گردی کے خلاف نبرد آزما ہے،جو خدانخواستہ اس پاک سرزمین کی سرحدوں کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہے۔ ہم سب مِل کر یہ عہد کریں کہ جب بھی پاکستان کو دفاع کی ضرورت پڑے گی تو پاکستان کا بچہ بچہ افواج پاکستان کے ساتھ مل کر وطن عزیز کا پورا دفاع کرے گا۔

آج بھی پاک فوج کو بطور قوم ہماری ضرورت ہے، قومی یکجہتی کی ضرورت ہے، ملک سے بیرونی عناصر کو نکالنے کی ضرورت ہے اور سب سے بڑھ کر ستمبر 1965 والے قومی و اجتماعی جذبے کی ضرورت ہے، کیونکہ دفاع وطن کے تقاضوں کو آج بڑے بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے۔

یومِ دفاع ہمارے اس عزم کی تجدید کا بھی دن ہے کہ ہم ایک مضبوط قوم ہیں اور ہم کسی بھی غیر ملکی قوم سے ڈریں گے نہیں، چاہے وہ جتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہو۔ ہماری فوج ہمارے عظیم ملک پاکستان کی شجاعت اور حربی تکنیکوں کا مظہر ہے اور یومِ دفاع یہ سب کچھ یاد رکھنے کا دن ہے، تاکہ ہم مضبوط رہ سکیں اور اپنے ملک کے بچوں اور نوجوانوں کو درست پیغام دے سکیں۔

یوم دفاع ہمیں درس دیتا ہے کہ ہم ایک بار پھر اُسی جذبے کے ساتھ دفاع وطن کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، وہی جرأت اور بہادری، وہی عزم و استقلال اور وہی جہدِ مسلسل ہمارا زادِ راہ ہو۔ اس سے ایک طرف تو ہم بیرونی دشمن کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے تقویت حاصل کریںاور دوسری جانب اندرونی مشکلات کا مقابلہ کرنے میں تحمل و برداشت کا مظاہرہ کریں، تاکہ ہماری طرف سے اٹھنے والا کوئی جذباتی قدم دشمن کو فائدہ نہ دے۔ ہم نے پاک وطن کے نظریات سے انحراف کیا تو دشمنوں نے ہر محاذ سے ہماری آزادی کو چیلنج کر دیا۔ آیئے مل کر عہد کریں کہ وطن عزیز پر کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے، اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر وطن عزیز کی فلاح اور دفاع کے لیے کردار ادا کریں گے اور اپنے قول و فعل سے کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے وطن عزیز کی آزادی وخود مختاری، وقار و عزت اور نیک نامی پر حرف آئے۔ وطن عزیز کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کو زندگی کی سب سے پہلی اور بڑی ترجیح بنا کر اس شعور کو اگلی نسلوں تک پہنچائیں گے۔

معرکہ حق:

10 مئی 2025 کو پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک مختصر مگر شدید جنگ ہوئی جسے پاکستان میں معرکہ حق کا نام دیا گیا۔ یہ جنگ 7 مئی سے 10 مئی 2025 تک جاری رہی، جس میں دونوں جوہری طاقتوں کے درمیان کئی دہائیوں بعد بدترین فوجی تصادم ہوا۔ اس بحران کا آغاز ایک مہلک عسکریت پسند حملے کے بعد ہوا جس کے نتیجے میں کشیدگی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

10 مئی 2025 کی صبح، پاکستان نے جوابی کارروائی کے طور پر 'آپریشن "البنیان المرصوص" کا آغاز کیا، اور فوجی کارروائیاں جنگ بندی تک جاری رہیں۔ اس آپریشن کا مقصد بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینا تھا۔ پاکستانی فوج نے 6 اور 7 مئی کی رات کو ہونے والے بھارتی حملوں کا بھرپور جواب دیا۔ چار دنوں کی شدید لڑائی کے بعد، 10 مئی 2025 کو ہندوستان اور پاکستان نے جنگ بندی قبول کر لی، جس سے اب تک کے سب سے بڑے فوجی تصادم کا خاتمہ ہوا اور جارح دشمن کے خواب چکنا چور اور ناقابلِ تسخیر ہونے کی خوش فہمی ہواؤں میں تحلیل ہوگئی۔

اس شاندار کامیابی پر، وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف نے ہر سال 10 مئی کو یوم معرکہ حق منانے کا اعلان کیا۔ یہ دن پورے ملک میں جوش و خروش اور ملی جذبے کے ساتھ منایا جائے گا تاکہ پاکستانی قوم کی ملی وحدت، جوشِ وطن اور ہماری پروفیشنل افواج کی بھارتی جارحیت کا منہ توڑ

جواب دینے کی یاد تازہ کی جاسکے۔ یہ دن 78ویں یوم آزادی کے موقع پر بھی یادر کھا گیااوراس کو بھی معرکہ حق کا نام دیا گیا۔

آج جب کہ ہمارا ملک اندرونی اور بیرونی طور پر مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے، یہ پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ ہم اپنی مسلح افواج پر مکمل اعتماد کا اظہار کریں۔ ہماری افواج نہ صرف سرحدوں کی حفاظت کرتی ہیں بلکہ قدرتی آفات اور دیگر قومی بحرانوں میں بھی قوم کی خدمت کے لیے پیش پیش رہتی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ، ہمیں جنریشن وار (نسلی جنگ) کے خطرات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے۔ دشمن قوتیں سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور انہیں اپنی ہی فوج اور اداروں کے خلاف کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جو قوموں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔

دنیا کی ترقی کے ساتھ ساتھ جنگ کے انداز بھی بدل رہے ہیں، آج کے دور میں جنگیں جہاں بڑے بڑے ہتھیاروں سے لڑی جاتی ہیں وہیں پر افواہیں، جھوٹے پروپیگنڈے، منفی بیانیے اور نفسیاتی دباؤ کو بطور ہتیار استعمال کر کے بھی لڑی جارہی ہیں، اسی کو "ففتھ جنریشن وار فیئر" کہا جاتا ہے، جس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ عوام اپنے ہی قومی اداروں پر اعتماد کھو بیٹھیں، یکجہتی کمزور ہو جائے اور دشمن آسانی سے اپنے عزائم میں کامیاب ہو سکے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ کسی بھی ملک، معاشرے یا ادارے کے بارے

الجامعۃ النوریۃ العالمیۃ

میں لوگوں کو بعض امور پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور یہ ایک جمہوری اور فطری حق بھی ہے، لیکن جب اختلاف، نفرت اور بداعتمادی کی شکل اختیار کر لے تو یہ اختلاف نہیں بلکہ ناسور بن جاتا ہے ، ایسے وقت میں اہلِ دانش، علما اور اصحابِ رائے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلاف کو بگاڑ میں بدلنے سے روکیں اور اتحاد و ہم آہنگی کی فضا قائم رکھیں۔

نائن الیون کے بعد جب پاکستان پر دہشت گردی کی جنگ مسلط کی گئی تو دنیا نے یقینی طور پر یہ فرض کرلیا تھا کہ افواج پاکستان اس چیلنج سے نمٹنے میں ناکام رہیں گی، لیکن پھر دنیا نے دیکھا پاکستان کی مسلح افواج نے ناقابلِ فراموش قربانیاں دے کر نہ صرف ملک کا دفاع کیا بلکہ دشمنوں کا ہر طرح سے ناکام کردیا اسی وجہ سے ملک دشمن قوتیں سب سے پہلے اسی ادارے پر منفی پروپیگنڈون کا ہتھیار آزماتی ہیں تاکہ اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر قوم کو مایوسیوں میں دھکیلا جاسکے۔

لہٰذا، یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس قسم کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھیں۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کو اپنی تاریخ، اپنے ہیروز اور اپنی مسلح افواج کی قربانیوں سے روشناس کرانا چاہیے تاکہ وہ فخر کے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کر سکیں۔

دنیا کی ترقی کے ساتھ ساتھ جنگ کے انداز بھی بدل رہے ہیں، آج کے دور میں جنگیں جہاں بڑے بڑے ہتھیاروں سے لڑی جاتی ہیں وہیں پر افواہیں،

جھوٹے پروپیگنڈے، منفی بیانیے اور نفسیاتی دباؤ کو بطور ہتیار استعمال کر کے بھی لڑی جا رہی ہیں، اسی کو ''ففتھ جنریشن وار فیئر'' کہا جاتا ہے، جس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ عوام اپنے ہی قومی اداروں پر اعتماد کھو بیٹھیں، یکجہتی کمزور ہو جائے اور دشمن آسانی سے اپنے عزائم میں کامیاب ہو سکے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ کسی بھی ملک، معاشرے یا ادارے کے بارے میں لوگوں کو بعض امور پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور یہ ایک جمہوری اور فطری حق بھی ہے، لیکن جب اختلاف، نفرت اور بداعتمادی کی شکل اختیار کر لے تو یہ اختلاف نہیں بلکہ ناسور بن جاتا ہے، ایسے وقت میں اہلِ دانش، علما اور اصحابِ رائے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلاف کو بگاڑ میں بدلنے سے روکیں اور اتحاد و ہم آہنگی کی فضا قائم رکھیں۔

نائن الیون کے بعد جب پاکستان پر دہشت گردی کی جنگ مسلط کی گئی تو دنیا نے یقینی طور پر یہ فرض کر لیا تھا کہ افواج پاکستان اس چیلنج سے نمٹنے میں ناکام رہیں گی، لیکن پھر دنیا نے دیکھا پاکستان کی مسلح افواج نے ناقابلِ فراموش قربانیاں دے کر نہ صرف ملک کا دفاع کیا بلکہ دشمنوں کا ہر طرح سے ناکام کر دیا اسی وجہ سے ملک دشمن قوتیں سب سے پہلے اسی ادارے پر منفی پروپیگنڈون کا ہتھیار آزماتی ہیں تاکہ اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر قوم کو مایوسیوں میں دھکیلا جا سکے۔

ففتھ جنریشن وار فیئر:

آج ہم ایک ایسی دنیا میں جی رہے ہیں جہاں جنگوں کی نوعیت بدل چکی ہے۔ اب صرف میدان جنگ میں گولیاں اور بم نہیں چلتے، بلکہ ہمارے ذہنوں اور خیالات پر بھی حملہ کیا جاتا ہے۔ اسی نئی قسم کی جنگ کو "ففتھ جنریشن وار فیئر" کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جو ہمیں اندر سے کمزور کرنے کی کوشش کرتی ہے، ہمارے اتحاد کو توڑتی ہے اور ہمیں اپنے ہی اداروں اور ملک کے خلاف کھڑا کرتی ہے۔ ففتھ جنریشن وار فیئر (Fifth Generation Warfare) جنگ کی ایک جدید شکل ہے جو روایتی جنگوں سے بالکل مختلف ہے۔ اس میں بندوقوں، ٹینکوں اور میزائلوں کا استعمال نہیں ہوتا، بلکہ یہ شعور اور خیالات کی جنگ ہے۔ اس جنگ کا بنیادی مقصد دشمن کے ذہنوں پر قابو پانا، ان کے نظریات کو بدلنا، اور ان کے معاشرے میں انتشار پھیلانا ہے۔ اس جنگ میں دشمن براہ راست حملہ کرنے کے بجائے مختلف طریقوں سے کسی قوم کو اندرونی طور پر کمزور کرتا ہے۔ اس کے اہم اہداف میں کسی ملک کی ثقافت، اس کے نظریات، اور اس کے لوگوں کی معلومات شامل ہیں۔ اس جنگ کے ہتھیار بہت متنوع ہیں، جن میں سوشل میڈیا، پروپیگنڈا، اور جھوٹی خبریں سب سے نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ، سفارت کاری، پراکسیز (ایسے گروہ جو کسی اور کے ایجنڈے پر کام کرتے ہیں)، اور معیشت کو بھی اس جنگ میں بطور ہتھیار

استعمال کیا جاتا ہے۔اس جنگ میں لوگوں کو ایک دوسرے کے سامنے لڑنے کی نوبت نہیں آتی، بلکہ دشمن اپنی ”سافٹ پاور“ کو استعمال کرتا ہے۔ یہ جنگ انسانوں کو نہیں بلکہ ان کے ذہنوں کو نشانہ بناتی ہے۔اس کا مقصد کسی قوم کے اندر شکوک و شبہات پیدا کرنا، بداعتمادی پھیلانا، اور انہیں اپنی ہی ریاست اور فوج کے خلاف استعمال کرنا ہے۔

پاکستان کئی سالوں سے ففتھ جنریشن وارفیئر کی زد میں ہے۔ ہمارے دشمن ہماری نوجوان نسل کو نشانہ بنارہے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ نوجوان کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ اس جنگ میں دشمن ہماری قوم کو اپنی ریاست اور فوج کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ براہ راست حملے کے بجائے پراکسیز کے ذریعے متعلقہ ریاست کو کمزور کرتا ہے اور اس ملک کے اپنے شہریوں کو بالواسطہ اور بلاواسطہ مدد کے ذریعے اپنے پراکسیز میں تبدیل کرتا ہے۔اس جنگ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ معاشرے میں ابہامات اور شکوک و شبہات کے سیلاب کو جنم دیتی ہے۔ سوشل میڈیا پر موجود مواد اکثر تسکین کے بجائے تشکیک کا سبب بنتا ہے، جس سے قوم کی حیثیت اور مقام داؤ پر لگ جاتا ہے۔ نوجوانوں کو خاص طور پر اس لیے نشانہ بنایا جاتا ہے کیونکہ وہ معلومات تک آسانی سے رسائی رکھتے ہیں اور جذبات میں آکر غلط معلومات کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان اس جنگ کی نوعیت کو سمجھیں اور دشمن کی سازشوں سے باخبر رہیں۔

یاد رکھیے! پاکستان کی ترقی اور استحکام کا راز عوام اور اداروں کے باہمی اعتماد اور تعاون میں ہے۔ ہماری بہادر افواج ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہیں، جو دن رات ہماری حفاظت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتی ہیں۔ اسی طرح، دینی مدارس ملک کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہیں، جو ہماری نوجوان نسل کو اسلامی اقدار، اخلاقیات اور حب الوطنی کا درس دیتے ہیں۔

دینی مدارس اور فوج کا تعلق ہمیشہ سے مضبوط رہا ہے۔ تحریک آزادی میں ہمارے اکابر کے کردار کا خود بانی پاکستان محمد علی جناحؒ نے عملی اعتراف کیا اور قیام پاکستان کے بعد مشرقی و مغربی پاکستان میں پرچم لہرانے کے لیے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا انتخاب کیا۔آج بہت سے لوگ بالخصوص ہماری نوجوان نسل تحریک آزادی میں علمائے کرام کے کردار سے نابلد ہے، اس لیے اختصار کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

پاکستان کے قیام میں علماء کا کردار دو مرحلوں میں ہے۔ایک مرحلہ تو یہ ہے کہ جب یہاں مسلم سلطنت کا خاتمہ ہوا اور انگریزوں نے قبضہ کیا، ایک سو سال تقریباً ایسٹ انڈیا کمپنی اور نوے سال تاج برطانیہ، اس انگریزوں کے قبضے کے خلاف آزادی کی جنگ کی قیادت علماء نے کی ہے۔ دوسرے طبقات بھی تھے، سب طبقات نے آزادی کی جنگ لڑی ہے علماء نے بھی اور دوسرے طبقات نے بھی۔ سراج الدولہ، ٹیپو سلطان، شہدائے بالاکوٹ، سردار احمد خان کھرل شہید پنجاب کے تھے، فقیر اپی، حاجی صاحب ترنگزئی، حاجی شریعت اللہ،

بیسیوں تحریکات ہیں جنہوں نے مسلح بھی اور پھر سیاسی بھی، ایک دور مسلح تحریکات کا تھا، بیسیوں تحریکات ہیں جنہوں نے انگریزی اقتدار کے خاتمے کے لیے جنگ لڑی، اوراس کے بعد سیاسی جدوجہد، آپ دونوں تحریکوں میں علماء کو صفِ اول میں دیکھیں گے۔ مسلمانوں کی انگریز استعمار سے آزادی کے لیے سیاسی جدوجہد کا آغاز تحریک خلافت سے ہوا تھا۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر احمد، حکیم اجمل خان، شیخ الہند مولانا محمود حسن، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور پھر تحریک پاکستان میں قائد اعظم کے پیچھے مولانا اشرف علی تھانوی کھڑے نظر آئیں گے اور ان کے ساتھ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا غلام مرشد، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی دکھائی دیں گے، جو صف اول کی قیادت میں شریک تھے اور انہوں نے پاکستان کے قیام کے لیےانتھک جدوجہد کی۔

سب جانتے ہیں کہ بر صغیر میں مختلف مسلم ادارے دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہوئے اور کئی تحریکیں اسی نظریے کے پرچار کے لیے معرض وجود میں آئیں۔ وطن عزیز پاکستان بھی دو قومی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ حضرت مجدد الف ثانی بر صغیر میں پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ پھر شاہ ولی اللہ، سر سید احمد خان، علامہ اقبال اور دیگر علمائے کرام نے نظریہ پاکستان کی وضاحت کی۔ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے قائد اعظم کو کئی خطوط میں دو قومی نظریہ کی طرف متوجہ کیا،اس اعتبار سے وہ

بھی دو قومی نظریہ پیش کرنے والوں میں شامل سمجھے جاتے ہیں۔

دو قومی نظریہ کیا تھا؟ قائد اعظم نے قرار داد لاہور 23، مارچ 1940ء کے صدارتی خطبے میں اسلام اور ہندو مت کو محض مذاہب ہی نہیں بلکہ دو مختلف معاشرتی نظام قرار دیا۔ ہندو اور مسلمان آپس میں شادی کر سکتے ہیں نہ ایک دستر خوان پر کھانا کھا سکتے ہیں۔ ان کی رزمیہ نظمیں، ان کے ہیرو اور ان کے کارنامے مختلف ہیں۔ دونوں کی تہذیبوں کا تجزیہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا : ”میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔“ متحدہ قومیت قابل عمل نہیں ۔ مارچ، 1909ء میں ہندو رہنما منر و اراج امر تسر نے علامہ اقبال کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے متحدہ قومیت کے موقع پر خطاب کرنے کی دعوت دی۔ علامہ اقبال نے نہ صرف متحدہ قومیت کے تصور کو مسترد کر دیا بلکہ آپ نے مہمان خصوصی بننے سے بھی انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں خود اس خیال کا حامی رہ چکا ہوں کہ امتیاز مذہب اس ملک سے اٹھ جانا چاہیے مگر اب میرا خیال ہے کہ قومی شخصیت کو محفوظ رکھنا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لیے مفید ہے۔“

علمائے کرام آج بھی وہ ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں پیش پیش ہیں۔ ہمارے درمیان نہ ماضی میں کوئی اختلاف تھا اور نہ اب ہے۔ ہم سب ایک ہیں اور ہمارا مقصد پاکستان کی ترقی، خوشحالی اور استحکام ہے۔ دشمن کی یہ

کوشش ہے کہ وہ ہمارے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرے اور ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کرے، لیکن ہمیں ان سازشوں کو ناکام بنانا ہے۔ اختلاف اپنی جگہ، لیکن دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار ہونا سب سے بڑی کمزوری ہے۔ قرآن مجید بھی ہمیں یہی سبق دیتا ہے: وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (الانفال: 46)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اختلاف اگر نفرت اور بداعتمادی میں بدل جائے تو قوم اپنی اجتماعی طاقت کھو بیٹھتی ہے۔ ہمیں صبر اور اللہ پر توکل رکھنا چاہیے، کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ففتھ جنریشن وار فیئر کا اصل جواب بندوق سے نہیں بلکہ علم، شعور، مثبت علامتوں اور قومی یکجہتی سے ہی دیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی ترقی اور استحکام کا راز عوام اور اداروں کے باہمی اعتماد اور تعاون میں ہے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار ہونا سب سے بڑی کمزوری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سچ سمجھنے اور ہمیں اپنے ملک و قوم کی حفاظت افواج وعساکر پاکستان کے شانہ بشانہ کرنے کی ہمت دے۔ آمین! ۔

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کیے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور در در دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً للہ امت کی اصلاح مطلوب ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (1000/=) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کل سالانہ رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے) بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بینک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس: الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ اسماء و صفات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ لینے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

jamia binoria al-almia
A/C# 7160200000825
Askari Bank LTD

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229
موبائل: 0322-2394550